ضمیمہ افضل الاخبار نمبر ۱۴ جلد ۱

دہلی پنچ

یکم نومبر سنہ ۱۹۱۸ء

اینجانب

کیا شاخ گل پہ پھول کے بیٹھی ہے عندلیب
ڈرتا ہوں مین نہ چشم فلک کو برا لگے

اینجانب نے ایسی تو کوئی عندلیب آج تک دیکھی نہیں۔ جو کسی شاخ گل پہ پھول کے بیٹھی۔ اور چشم فلک کو برا لگا ہو مگر ہاں کہانیوں میں گھر کی بڑی بوڑھیوں سے تو سنا تھا۔ اور جو کچھ جھوٹ سچ سنا تھا۔ وہ ہے دیتے ہیں۔ دروغ برگردن راوی۔ لیجئے سنئے کہانی شروع ہوتی ہے۔ ؎ کسی شہر مین تھا کوئی بادشاہ

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

اس بادشاہ کی بڑے بڑے امیر و رئیس اور فقیر رعایا تھے۔ ایک رئیس ابن الرئیس کا گھر تو باغ عدن رشک فردوس تھا یون تو اس کو بھلا پھولا دیکھ کے ہر طرح کے جانور آتے۔ اور اپنی اپنی بولیان بول بول کے چلے جاتے تھے۔ بقول شخصے ؎

تک دیکھ لیا۔ دل شاد کیا۔ خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

مگر ایک بلبل ہزار داستان وہین رہ پڑی۔ اور ایک خزان رسیدہ درخت کی پھلنگ پر گھونسلا رات کو بسیرا کرنے کے لئے بنا لیا۔ صبح کو ہمیشہ چڑیا کے بولتے ہی وہ بھی اپنی خوش الحانی کی نواسنجی سے ہمصفیران چمن کو خوشنود کرتی رہتی تھی۔ اس کے پیچھے۔ اس کے بلا کے زمزمہ خیز ہوتے تھے۔ کہ اطراف کے قفس منقار جانور بھی اس کے محو سوز نغمہ سرائی سے بند ہو جاتے۔ درختون کی ڈالیان باغ باغ۔ اور اُن کی کونپلین نہال نہال ہوتین۔ شدہ شدہ اس کی خوش آوازی کی بھنک شہر کے شوقینون کو پہونچی۔ باغ میں ڈیرے خیمے لگ گئے۔ سارے شوقین اپنی بھانت بھانت کی بولیان بولنے والے جانور لے پہونچے کوئی کالا تیتر سبحان تیری قدرت کہتا ہوا۔ قمریان حق سرہ کرتی ہوئین۔ کوئی لال علم بکم اور قدرت بولتے ہوئے۔ کوئی پپیہا پی کہان پی کہان کہتا ہوا۔ کوئی فاختہ کوکو کرتی ہوئی۔ کوئی پرانا چنڈول پنجرے میں اور بٹیرے لیٹنی باندہ کر چور کی طرح اس طرح سے چھپا کے

لے پہونچا کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔

سارے جانور ایسے تھے کہ جن کے پر و بال کو نہ ڈورا دکھایا گیا تھا نہ قینچی۔ تا کہ ان کی آزادی مین خلل نہ پڑے۔ اور سب نے اس کی شاگردی کے لئے آس پاس کے پیڑون کی ڈالیون اور گدوان مین لٹکا دئے۔ بلبل ہزار داستان ہے کہ ڈالی ڈالی اس وجہ سے ہی گھومتی جھومتی پھر رہی ہے۔ کہ ابھی کوئی کلی تک نہیں پھوٹی۔ اور پھر اپنے اصلی اڈے پر بیٹھ کر اپنے ہمصفیران زرین پر و منقار کو دیکھ بھال دانہ بدلول مین معروف ہو جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ شہر کے چڑیماروں کو بھی خبر لگی۔ لاسہ۔ کپا۔ جال۔ بھیگی لے تو چل مین آیا کے مصداق ہو گئے۔ ادہر تاکا۔ ادہر جا لگا۔ یہان گھورا۔ وہان دیکھا بہالا۔ معلوم ہوا ایک پیڑ کے ٹہنے کی شاخ پر ہزار داستان بیٹھی اور چہچہا رہی ہے۔ شاخ ہے کہ جھومی جاتی ہے۔ سارے چڑیمار اوسی طرف ایسے جھپٹ پڑے۔ جیسے ریلوے اسٹیشن کے قلی مسافر پر یا چاندنی چوک کے دلال گاہک پر جھپٹ پڑتے ہین۔ جال بچھایا۔ دانہ ڈالا لاسے۔ کپے کی گڈیان بنا کر رکھدین۔ ایک آدھ چڑیمار بھی گھونسلے تک پہونچ گیا۔ اس نے زرگل کا سبز باغ دکھا دہرپی دبوچا۔ اور چین مین غریب تھپیلے کا مضمون کر لیا۔ بلبل بیچاری گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث بازار مین لائے۔ سارے جانور باز شوقینوں نے نرغہ میں لیا۔ اور ایک پنجرے مین بند کر ایک پرانے کھنڈر مین جہان کوے رہتے تھے اور ہمیشہ اتو بولا کرتا تھا۔ لا ٹانگ دیا۔ گویا طوطی را با زاغ ہمقفس کردند اب وہ بلبل ہزار داستان ایسی بند ہوتی کہ نی تی ہیجو کی ہانک تک بھول گئی وہین رشک کے سوا کچھ یاد ہی نہ رہا۔ چڑیماروں کے مزاجون کی گرمی نے اپنے نام و نمود کے جشنوں مین دیدار داد اور ہمسروں مین سر بلند ہونے کی غرض سے درد سری کا سودہ مول لیا۔ ہزار داستان کی ایک چپ سو کو ہرانے لگی جب وقت پڑے پر بڑی آؤ بھگت کر کے کوئی کہتا کہ کچھ تو بولو۔ سرت کھیلو۔ مگر وہ نازک مزاج سب کی قانون قانون سے مرتا یا جو یخ بن کے ہی کہتی تھی ؎

نالہائے خانگی دل را تسلی بخش نیست

در بیابان مے توان فریاد خاطر خواہ کرد

پھر بھی کسی نے سوٹھ دی۔ کسی نے چکار دی۔ کسی نے ...

یاران ہم قالب

عجیب وغریب قاصد

ایک ولایتی امریکن اخبار کا دل لگی نانگار ۱۳ ماہ گزشتہ کو ایک نہایت عجیب شخص کے حالات جو دنیائے مریخ سے آیا ہے۔ رقمطراز ہے جس کو ہم اپنی زبان مین پنچ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہین۔ امید ہے کہ باعث تفریح طبع ناظرین والاتمکین۔ سلونے دنمکین۔ سادہ و رنگین ہوگا۔

عرصہ دو ماہ کا ہوا میکسیکو میں دوپہر کے ٹھیک ۲ بجے (جس وقت ہندوستان میں شب کے ۱۲ بجے کا وقت ہوتا ہے) آسمان پر ایک سرخ بادل کا سا دہبہ معلوم ہوا۔ جتنا زمین سے قریب ہوتا جاتا اتنا ہی بڑہتا جاتا تہا۔ پیشتر بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک اس کے ہمراہ زمین تک آتی ہوئی معلوم ہوئی۔ بعدہ یہہ گرج نہایت سریلے راگ مین تبدیل ہوتی گئی۔ الغرض ۳ بجے اس پارۂ ابر سے ایک کرسی جس پر ایک شخص بیٹھا تہا۔ نمودار ہوئی ... یا اتری۔ گویا ناپاک بندوں کے لئے قضا اتری۔ دہشت زدے کی یہہ کیا تہا یہ جادو جا۔ سب چہوٹے بڑے بہادر ان کے دل سینہ مین خوف سے تہرا گئے۔ اب میاؤن کا مونہہ بگڑے۔ تو کون۔ مشدہ شدہ مسٹر ایڈیسن کو جو آجکل ماہرین علم مقناطیسی مین ماہرین زمانہ مانے جاتے ہین۔ خبر ہوئی۔ آپ نہایت شوق سے تشریف لائے اور بخندہ پیشانی اس نووارد سے مصافحہ کیا۔ مگر افسوس کہ آپ اس کی گفتگو نہ سمجہہ سکے۔

جب لیلی شب اپنے عارض ملیح پر نشان انجم چن کر جلوہ گاہ عالم مین جلوہ افروز ہوئی۔ تو نووارد نے مریخ کی جانب اشارہ کر کے کچہہ کہا جس سے یہ ثابت ہوتا تہا۔ کہ وہ وہان سے آیا ہے۔ اس شخص کا قد قریب ۹ فٹ لمبا۔ ناک خرطوم فیل سے کوئی انچہ۔ ڈیڑہ انچہ کم ہوگی۔ ہاتھ ٹخنون تک کی خبر لیتے ہین۔ پاؤن سم اسپ کی مانند۔ چہرہ کا رنگ سرخ وگلگون۔ رشک میمون۔ اور اس پر طرفہ تماشہ یہہ کہ کچہہ کہاما ہی نہین (یا سنا کے بہہ کہ اگر نفیس ولذیذ کہانون کا دسترخوان لایا جائے تو وہ رکہہ دو۔ سونگہہ لیتا ہے جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ دسترخوان یہہ بجز فضلہ کچہہ باقی نہین رہتا۔

(غضب کی قوت شامہ ہے) شب مین یہ ایک لالٹین سے مریخ کی جانب کچہہ اشارے کیا کرتا ہے۔ اور اسیطرح کی ایک لالٹین ادہر سے بہی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ گویا آپس میں نامہ و پیغام جاری ہین۔ کہتے ہین کہ اس کو علم مقناطیسی مین کمال حاصل ہے۔ اور مسٹر ایڈیسن کے تجربات دیکہہ کر یہ نہایت خوش ہوا ہے۔ اور مسٹر ایڈیسن اس کے ساتھ جانے کو رضامند ہین۔

چلو چہٹی ہوئی۔ ع خوب گزرے گی۔ جو مل بیٹہیں گے دیوانے دو

پنچ ۔ بہہ بہہ بہہ۔ سراسر لغو۔ محض واہیات۔ کوئی اپریل کا فول ہی اس کو تسلیم کرے تو کرے۔ کہانے کی رکابیوں کو سونگہا اور فضلہ رہ گیا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

میں سا یلو انہیں یقین ہی نہیں آتا ہے۔ بہت سے شخص امریکہ اسی غرض سے گئے ہین۔ اور جانے والے ہین۔ چلیے ہم بہی چلین۔

پنچ ۔ آپ وہان جا کر کیا کرین گے۔ سوا مسٹر ایڈیسن کے۔ اس کے سامنے کوئی ٹہیر تو سکتا ہی نہین۔ پہر آپ کس کہیت کی مولی ہین؟ جو ..... کیا نام کہ ...

مین تو کیا مضائقہ ہے۔ ایجاب۔ تو نا تے ہوئے چلے جائین گے۔ یہی تا کہ اس کی قوت جاذبہ مجہہ کو کہینچ لے گی یعنی اس سر کی قسم۔ وہ ہزار کی طرح لیٹوں۔ کہ بچا یاد کرین۔ اور پہر تفع بہی ایجاب ہی کا۔ جسم برق سے لپٹ کر کچہہ نہ کچہہ قوت جاذبہ ضرور ہمارے جسم پاک مین سرایت کر ہی جائے گی پہر دیکہئے گا ایجاب کی رنگ رلیان۔ میان ہاتہ ملتے رہ جاؤگے۔ نہ کسی کی منت سماجت کی ضرورت۔ نہ کسی کے پاؤن پڑنے سے مرد کار۔ عشاق نامراد کی ہی سینہ کوبی سے دور۔ نہ شکوۂ بے نیازی۔ نہ قصہ بلائیں مجہہ۔ نہ شکایت ستم فلک نا ہنجار۔ نہ زبان پر درد آمیز اشعار

اشعار

دردا کہ طبیب رسید جانم آمرغ کہ زدست شد عنانم

کس دیدہ مین ضعیف ہرگز کز بستۂ خویش وزگی ... نم

پروانہ ام و دو فغان وخیزان یکبار بسوز ... نم

آج وان تیغ و کفن باندہے ہوئے جاتا ہوان مین

عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائین گے کیا

ابھی اللہ اللہ کیجیے پھر ان باتوں کی کیا حاجت جس کو دل چاہا۔ ذرا سینہ کھول کر دکھا دیا۔ اور اور بھی۔ کھٹ سے سینہ ہی پر دھرا ہے۔

پیرپیچ۔ تو آپ کا سینہ کیا۔ گویا چقماق پتھر ہو جائے گا۔

میں۔ جبھی تو فولاد سے دل والے حسینوں کو ایک چشم زدن میں کھینچ لائے گا۔

پیرپیچ۔ واقعی۔۔۔ یار بڑا لطف رہے گا (حسرت سے) مگر بھئی بیل بکا تو کوے کے باپ کا کیا اجارہ۔؟

میں۔ ہائے میں قربان۔ آپ اداس کیوں ہونے لگے۔ پہلے پیچ پان کو قوت جاذبہ تو حاصل کر لینے دو۔ پھر ایک دن عید کے بہانہ سب یاران ہم قالب کے سینوں پر سینہ رگڑ رگڑ کر ہر ایک سینہ کو چقماق نہ بنا دیا ہو تو مسٹر ایڈیسن کا نوسہ۔ ذرا اپنے پیارے ذبیح کے بھی یہ بات گوش گزار کر دینا وہ ہم سے اکثر ناراض رہا کرتے ہیں۔

راقمہ۔ بیکل۔ دہلوی

(نوٹ) نہیں بھئی ہم تم سے ناراض نہیں۔ خیال ہی نہ کرنا۔ ہاں تمہارے دیر دیر ہو جانے سے بیکل ضرور ہو جاتے ہیں۔ (ذبیح)

آن دھمکے

لیجیے مسٹر پیچ۔ ہائے ہائے کی بندگی۔ "ارے میری امان رے" کی رام رام "ارے مرے چاچا رے" کی پا لاگن "افسوس" کی بھری آہوں کی تسلیم "ہے بیچینی کی گھڑی آئی" "ارے مرے بھائی رے" کی نمسکار۔ "بیکسی کی کدھائی" "آہ وزاری کی گڈ مارننگ" "یا اللہ خیر" کی سلام علیک بے سری الاپنے والے۔ ارے ارے رونے چلانے والے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی مام مام۔ کالے رنگ کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر روانہ کرتا ہوں حضرت ذرا ٹھہر تو سہی۔ کچھ جلد فرمائیے۔ یہاں تو قرار دو چکر ہوا جاتا ہے۔ صبر کے زمین سے پیر اوہٹا گئے۔ کیا کہیں۔ خیر تو آجکل فرمایئے بڑی رخصت ہے بار ہا آدھمکے کی آوازیں سنتے سنتے کان کنگ ہو گئے۔ ارے میاں تو کون آدھمکے۔ حضرت آدھمکے کی کیا پوچھتے ہو۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور کچھ کہا نہیں جاتا۔ تو کیا کسی گلی میں کیسے در پر لال پگڑی والے آدھمکے۔ یا کسی سیدھی سادی رنڈی کے ہاں مفلس تماش بین آدھمکے۔ یا کسی قمار خانہ میں پولیس والے آدھمکے۔ یا کسی اللہ اللہ لاپنے والے کے سامنے بہت سے ایرے غیرے نتھو خیرے آدھمکے یا کسی جان بلب مریض کے پاس رونے پیٹنے والے اقربا آدھمکے۔ یا کسی بلا ٹکٹ سفر کرنے والے کی مزاج پرسی کرنے کو ٹکٹ چیکر آدھمکے۔ یا دریا میں کسی تیرتی ہوئی نعش پر گدھ آدھمکے۔ یا کسی کے کبوتروں کی کابک پر بلوٹے خان آدھمکے۔ یا کسی کنجوس خزانچی کی جان پر ڈاکو آدھمکے۔ یا کسی گندہ پانی ملے ہوئے دودھ بیچنے والے پر ہیلتھ آفیسر آدھمکے۔ یا کسی ڈھیلی دھوتی والے کی تھالی پر بندر آدھمکے۔ یا کسی اکلوتی جان پر ملک الموت آدھمکے۔ تو کیا یونیورسٹی کا چندہ وصول کرنے والے کسی منحوس کے پاس آدھمکے۔ واہ حضرت اُن لوگوں نے تو یہ عہد کر لیا ہے۔ کہ ہم منحوسوں کے پاس چندہ لینے ہرگز نہ جائیں گے جہاں جائیں گے کسی ہمت والے ہی پاس جائیں گے۔ اور ضرور رقم کثیر لے کر آئیں گے۔ تو کیا مسٹر پلیگ پھر آدھمکے۔

حضرت مسٹر پلیگ پچھلے دنوں میں آئے تھے تو کیا کچھ کم خاک اڑائی تھی۔ تاہم اب بھی کہیں کہیں ہندوستان میں آپ کا دورہ چلا ہی جاتا ہے۔ مگر اب کی دفعہ تو ان کے بڑے بچا حکیم۔ ڈاکٹروں کے مہربان۔ نوتی محرر کے قدردان۔ مسٹر ہیضہ خان بہادر شہنشاہ شہر خموشاں معہ اپنے وزیر ملک الموت کے آدھمکے۔ ان حضرت کو قبر کھودنے والے۔ مزدوروں۔ کفن فروش بزازوں اور مرگھٹ کے بھنگی کی سرپرستی کا دعوے ہے۔ باقی اُن کی بلا سے کچھ ہوا کرے۔ غنیمت ہے کہ اب چند دنوں سے انہوں نے اپنا ڈیرا ڈنڈا مراد آباد سے اوٹھانا چاہا ہے۔ مگر کل ہی ایک واردات کی بڑ دس میں ٹھیرا دی۔ رونے چلانے کی آوازوں نے نیند جان کو خوف دلا کر بے وقت پلنگ سے بھگا دیا۔

ہم تو اللہ میاں سے دعا کر رہے ہیں کہ ان حضرت کو مع ان کے کل خاندان کے یعنی مسٹر پلیگ۔ بی چیچک جان وغیرہ وغیرہ کے ہندوستان سے جلد باہر نکال دے۔ تو ہم سب اُن کے ظلم سے نجات پائیں۔

راقمہ۔ لعل بریلوی۔ از مراد آباد

(گھڑی دار مضمون۔ اور گھڑی دار غزل)

گھڑیاں روز ازل رکھی تھیں صد ہا لیکن
میں نے لی چپکے سے شوخیٔ رقم کی گھڑی

روزِ ازل کس نے کس کی گٹھری لی

امرا نے دولت کی گٹھری لی — غربا نے فلاکت کی گٹھری لی
طلبا نے حکمت کی " — بی بازاری نے ذلت کی "
حاکمان عالی شان نے عدالت کی " — زہاد نے ریاضت کی "
عباد نے عبادت کی " — کنجوس نے خساست کی "
نادان نے جہالت کی " — ابنائے جنس نے عداوت کی "
حسینوں نے نزاکت کی " — شیطان نے لعنت وملامت کی "
اہل جناب نے فصاحت کی گٹھری لی

غزل

جس کے حصہ میں پڑی جاہ وحشم کی گٹھری ÷ ڈالے پھرتے ہین وہی ناز ونعم کی گٹھری
جس کو حاصل ہے زمانہ مین نجات کا مزا ÷ کبھو لیتے وہ نہین دینار و درم کی گٹھری
غم آفاق غم حشر نہیں جائے گا ÷ ساتھ انسان کے جب تک ہے یہ دم کی گٹھری
ساتھ لیجائے گا تربت مین مگر مرد بخیل ÷ بٹ گئی یار و نہیں یاں اہل کرم کی گٹھری
سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے یہ غمگین ناشاد ÷ ہے گران سر پہ غم و رنج والم کی گٹھری
گٹھڑ بیدینی کا کاندھے پہ دھرے پھرتے ہیں ÷ سر سے پھینکے ہوئے ہیں دین و دھرم کی گٹھری
بزم عاشق میں پھکتے ہین حسین سے نرد ÷ رکھتے دم بھر بھی نہین یہ جور و ستم کی گٹھری
بخل سے سوئے عدم لے گیا قارون سر پہ ÷ مرتے دم لاد کے دینار و درم کی گٹھری
دل عشاق کو بیقدر کئے دیتے ہو کیون ÷ پھینک دیتا ہے کوئی مفت رقم کی گٹھری

خوش نویسی کی نہیں قدر ۔ جہان مین عباس
پھینک دو باندھ کے دریا میں قلم کی گٹھری

راقم ۔ عباس ۔ از بمبئی

غزل بلکہ ہزل

کیون کس منہ سے مین تم کو کہ تم ہندوستانی ہو
جدا می شکل ۔ کنجی آنکھ ۔ لنگوروں کی نانی ہو
نیا فیشن ہو جہل جہل دارو ۔ یا ہو صور اسرافیل
جو پاجامہ مین دو گز ہے ۔ لنگی دو گز سیانی ہو
نہ بیٹھیں تم سے کیوں عاشق ۔ کہ کیونکر ایسی الفت ہو
تمہاری شکل ہو کا سی باطل گر مدہ ۔ لی ہو

رقیب رو سیہ تم کو ہزاروں دیتا ہے گالی
تمہیں غصہ نہین آتا ہے ۔ شاید سرد پانی ہو
کھڑے ہو کر لگے ہم تم ملین ۔ کرو گر کو تم
عیان ہو تا کہ سب کو تیرے ہم وزن ۔ تم کمانی ہو
مین جلتا پھرتا ہوں ۔ صورت تمہاری دل میں رہتی ہے
سمجھ جاؤ مین چکی ہون تو تم چکی کی مانی ہو
عدو کے ساتھ ہونے کہا کے کیون منہ کو کیا کالا
جگہ ہے ڈوب مرنے کی ۔ جہان اک چلو پانی ہو
تمہیں رتبہ مین بالا ہو ۔ مری جان روح شیرین ہو
مرا ہے جسم چھتا سا ۔ تمہین کمیون کی رانی ہو
خدا کی ذات ہے بے عیب ۔ یہ ہم کو ہوا معلوم
اگرچہ حسن مین اعلےٰ ہو ۔ پر آنکھوں سے کانی ہو
تمہاری شکل ہے کالی ۔ جو دیکھے وہ ہی ڈر جائے
کسی مرگھٹ کی بھتنی ہو ۔ کہ تم کالی بھوانی ہو
پڑے پردے ہیں کیسے ۔ راز کیا ہے کچھ نہیں کہتا
عدو کو لے کے تم بیٹھی ہو ۔ یا پڑھ دابیانی ہو
ذرا سی چکی مین پس جاتے ہین ۔ چون دانۂ گندم
بچے کیسے وہ جس پر ایسی گردش آسمانی ہو
محبت اس نے تجھ سے بت بے پیر کم کر دی
کر تو نے چاٹ کر پیالہ میں میری کھیر کم کر دی
شکایت کرتے ہو میں کیسے بون کاٹ کھاؤ گے
اسی باعث سے مین نے آپ سے تقریر کم کر دی
تمہیں کو خرچ دیتے دیتے دنیا بیٹھی جاتی ہے
پھر اس پر پوچھتے ہو ۔ تم نے کیونکر سیر کم کر دی
دکھائی مین نے جب تصویر ۔ تو بولے خفا ہو کے
مین کیا ننھا ہوں تم نے کیون مری تصویر کم کر دی
خیال آیا دہ جانان ہے کعبہ ۔ دل حجر جلدی
اسی باعث سے مین نے گھر کی بھی تعمیر کم کر دی
رقیبوں کو تسلی دی آج ۔ تم نے تسلوا تسلوا پھر
ہماری کیون رکابی میں سے اک کفگیر کم کر دی